اور فاسد تأویل جیسے سنگین جرائم کا ارتکاب کیا، تو اللہ کی طرف سے ان پر دنیا میں ہی اس طرح قہر الٰہی نازل ہوتا ہے کہ ان کے لیے ہدایت کا راستہ مسدود ہو جاتا ہے۔ ﴿أفتطمعون أن يؤمنوا لكم......﴾ یعنی ایسے لوگوں کے ایمان لانے کی قطعاً امید نہیں، پس جو لوگ دنیوی مفادات یا حزبی اور مذہبی تعصّبات کی وجہ سے کلام الٰہی میں تحریف کرنے سے گریز نہیں کرتے، وہ گمراہی کی ایسی دلدل میں پھنس جاتے ہیں، کہ اس سے بالکل نہیں نکل پاتے۔

تنبیہ: سابقہ اقوام کے قرآنی واقعات قصہ خوانی بالکل نہیں، بلکہ ہمیں نبی ﷺ کا فرمان مبارک یاد رکھنا چاہیے: ''لتتبعن سنن من كان قبلكم ......'' [البخاری ۷۳۲۰] ''تم لوگ ضرور اپنے سے پہلے والوں (یہود و نصاری) کے نقش قدم پر چلو گے، برابر حتی کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہوں تو تم بھی اس میں داخل ہو جائیں گے۔'' اسی حدیث کے مصداق آج امت محمدیہ کے بہت سے علماء و مشائخ بھی اپنی بدقسمتی سے قرآن و حدیث میں تحریف معنوی کے مرتکب ہیں۔ انہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ اگر ہم بھی یہودیوں کی طرح نصوص میں تحریف شروع کر دیں تو کہیں ہم سے بھی حق کا راستہ مسدود نہ ہو جائے۔ زیر تفسیر آیت کی طرح اللہ نے سورۃ الجاثیۃ آیت ۲۳ میں فرمایا: ﴿أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سمعه وقلبه وجعل على بصره غشاوة فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝﴾ ''بھلا کیا آپ نے ایسے شخص کو دیکھا جس نے اپنا معبود اپنی خواہشات کو ہی بنا لیا اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہ کر دیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا، پھر اس کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے گا؟ کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟!''

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کتاب و سنت کے نصوص واضح ہونے کے بعد ان میں تحریف اور فاسد تأویل کرنے والوں میں علماء یہود سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ لہٰذا ان کی بھی ہدایت کی امید رکھنا بالکل بے سود ہے۔ واللہ أعلم

درس حدیث شریف

سبحانَ اللہِ وبحمدہٖ سبحانَ اللہِ العظیمِ

مولانا عبدالقادر رحمانی

عن أبی هریرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسولُ اللہِ ﷺ

''کلماتان حبیبتان إلی الرحمن، خفیفتان علی اللسان، ثقیلتان فی المیزان:
سبحانَ اللہِ وبحمدہٖ سبحانَ اللہِ العظیمِ''

''دو فقرے ایسے ہیں جو رحمٰن کے ہاں بہت محبوب ہیں، زبان پر نہایت ہلکے ہیں، میزانِ حسنات میں بہت بھاری ہیں: اللہ کی پاکیزگی کا اقرار ہے اس کی حمد کے ساتھ، عظمت والے اللہ کے ہر عیب سے پاکیزگی کا اقرار ہے۔''

[صحیح البخاری ح: ۷۲۷۵، مسلم ح:]

تشریح: کلمتان: دو کلام۔ یہاں کلمة کے لغوی معنی مراد ہے یعنی کلام۔ جیسے کلمہ اخلاص اور کلمہ شہادت۔

کلمتان ...... خبر مقدم ہے۔ سبحانَ اللہ جملہ مبتدا ہے۔ خبر جتنا زیادہ اور دلچسپ ہو، سامع مبتدا کی معرفت کا اسی قدر زیادہ شوقین ہوتا ہے۔ اسی لیے یہاں تین خبر لائے گئے ہیں۔ اس کا تقاضا ہے کہ ہم زندگی کے مختلف لمحات میں جب بھی فرصت ملے خلوصِ نیت کے ساتھ تقرب الٰہی کے لیے ان دونوں تسبیحات کو بکثرت پڑھا کریں۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۝﴾ [الانشراح] ''جب آپ فراغت پائیں تو خوب محنت کیا کریں۔ اور اپنے رب کی طرف رغبت رکھیں۔''

خفیفتان: ادائیگی میں ہلکے اور آسان۔ بعض حروف کے مخارج میں دقت بھی ہوتی ہے۔

اعمال میں وزن کا انحصار اخلاص نیت پر ہے، اس کی اہمیت پر امام بخاری نے کتاب کے شروع میں حدیث ''إنما الأعمال بالنیات'' کے ذریعے روشنی ڈالی ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں: لا یتعلم العلم الحیی و لا المستکبر. شرم کے مارے یا تکبر کی

بنا پر سوال نہ پوچھنے والا طالب علم ہرگز علم حاصل نہیں کرسکتا۔ استاد سے استفادہ کے لیے دوصفات لازمی ہیں: الاستماع والإنصات فرمانِ الٰہی ہے: ﴿اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ ۝﴾[] "بیشک اس میں ایسے شخص کے لیے ہدایت ہے جو دل رکھتا ہو، یا حاضر دماغ ہوکر کان لگائے۔"

حصول علم کے ساتھ دوسرا مرحلہ ہے: العمل یہ ہر بندے کو دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق بنانے کے لیے ضروری ہے۔

اور تیسرا مرحلہ ہے: النشر یہ مسلمان کی بنی نوع انسانی کے ساتھ خیرخواہی ہے کہ جس چیز [illegible] وآخرت کی کامیابیوں کی کنجی ہونے پر یقین رکھتا ہے، اسے اپنی ذات اور اہل خانہ تک محدود نہ رکھے، بلکہ استطاعت اس خیر کو آگے پھیلانے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔

الرحمٰن: یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت مبارک اور مخصوص نام ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۝﴾[] "کہہ دیجیے اللہ کے نام سے دعا مانگو یا رحمٰن کے نام سے، جس طرح بھی تم پکارو تو اس کے سارے نام ہی اچھے ہیں۔"

محمود بن آدم سے پوچھا گیا: سلف صالحین کا کلام میرے کلام سے زیادہ مفید محسوس ہوتا ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: إنهم تكلموا لعز الإسلام ونجاة النفوس ورضى الرحمن، ونحن نتكلم لعز النفوس وطلب الدنيا ورضى الخلق. "انہوں نے اسلام کی عزت، لوگوں کی نجات اور رحمان کی رضامندی کی خاطر کلام کیا، اور ہم لوگ ذاتی عزت، دنیا طلبی اور لوگوں کی رضامندی کے لیے [کلام] کرتے ہیں۔"

أين نحن من أخلاق السلف؟! سے چند مفید اقتباسات پیش خدمت ہیں:

قال عون بن عمارة: سمعت هشام الدستوائي: والله لا أستطيع أن أدعي أني طلبت العلم لله. قال الذهبي: والله ولا أنا، وقد كان السلف يطلبون العلم لله فصاروا أئمة

يقتدى بهم وطلبه قوم منهم أولاً لا للهِ وحصلوه ثم استقاموا وحاسبوا أنفسهم فدلهم العلم إلى الإخلاص فى أثناء الطريق كما قال ...... : طلبنا هذا العلم للدنيا ثم رزق الله النية بعدُ. وقال...... طلبنا هذا العلم لغير الله فأبى العلم أن يكون إلا للهِ ثم نشرناه بنية صالحة. وقوم طلبوه بنية فاسدة لأجل الدنيا فلهم ما نووا.

قال النبى ﷺ: ''من غزا ينوى عقالا فله ما نوى.'' وهذا الضرب لم يستفيدوا بهذا العلم ولا له وقع فى الناس و لا لعلمهم كبير نتيجة فى العمل، وإنما العالم من يخشى الله. وقوم تعلموا للمناصب فظلموا وتركوا العدل بالعلم وركبوا الكبائر والفواحش فتبًّا لهم. اس علم کو پڑھ کر عمل کرو، اس کے ذریعے عقیدہ توحید وسنت کا دفاع کرو، دین اسلام کی خدمت کرو، اللہ پاک خود تمہارا سہارا بنیں گے۔

المیزان: ترازو۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ روزِ قیامت حقیقی ترازو کے ذریعے بندوں کے اعمالِ خیر وشر کا وزن کیا جائے گا۔ اوراسی وزن کے مطابق جزا وسزا کا فیصلہ ہوگا۔ ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾[ ] ﴿فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ○ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ○﴾[ ] میزان واحد اور موازین اس کی جمع ہے۔ آیت کریمہ میں جمع کا لفظ تعددِ اشخاص یا تعددِ اعمال کی مناسبت سے آیا ہے۔

روزِ قیامت دو قسم کے بندوں کا حساب نہیں ہوگا، ان کے اعمال کا وزن بھی نہیں کیا جائے گا۔ ایک اعلیٰ ترین توکل کے مقام پر فائز اہل ایمان ہیں، جو بغیر حساب کے جنت میں تشریف لے جائیں گے۔ اور دوسری قسم ایسے کفار ومنافقین کی ہے، جن کے کفر وشرک کی وجہ سے عمل نامے میں وزن کے قابل کوئی نیکی نہیں ہوگی۔ ﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾[ ]

معتزلہ کا خیال ہے کہ صحائف اعمال کا وزن ہوگا، اعمال کا وزن نہیں ہوسکتا؛ کیونکہ یہ اعراض (غیر مادی) ہیں۔ صحیح قول یہی ہے کہ اعمال کا وزن ہوگا۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر اپنی عقل ناقص چلاتے